ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

" ترقی پسند افسانے کا اقتصادی پہلو، پریم چند، حیات اللہ انصاری، کرشن چندر کے افسانوں کے تناظر میں"

ECONOMIC ASPECT OF PROGRESSIVE MOVEMENT IN THE CONTEXT OF PREM CHAND, HAYAT ULLAH ANSARI AND KRISHAN CHANDAR SHORT STORIES

☆ڈاکٹر فریدہ عثمان (لیکچرار اردو، محکمہ اعلی تعلیم خیبر پختون خوا، پشاور

☆☆ ڈاکٹر روح الامین، لیکچرار، شعبہ اردو، جامعہ اسلامیہ پشاور

☆☆☆ محمد عثمان، لیکچرار، شعبہ اردو، جامعہ اسلامیہ پشاور

Abstract

Progressive fiction has long served as a powerful tool for social critique, illuminating the struggles of marginalized communities and exposing the injustices embedded within societal structures. This paper argues that economic references within progressive fiction are not merely incidental, but rather intentional literary devices that serve to unveil the profound tragedies of social inequality. By examining how these references function within the narrative, we gain a deeper understanding of the intricate interplay between economic forces, social realities, and individual experiences.

Key words: Progressive fiction, Economic references, social inequality, social tragedies, Poverty, Exploitation, Power dynamics, Class, Gender, Race

کلیدی الفاظ: معاشیات، سماجی زندگی، استحصالی طبقہ، طبقاتی نظام، نفسیاتی عوامل

اردو افسانے کے آغاز میں بنیادی موضوع اصلاح کا پہلو تھا۔اس دور کے افسانہ نگاروں نے سماجی زندگی میں نئی روایات کے ساتھ تہذیبی زندگی کو وابستہ کرنے کی کوشش کی۔اس دور کے افسانوں میں عام گھریلو زندگی کے مسائل، اخلاقی موضوعات، سماجی زندگی میں اقدار و روایات سے وابستگی شامل تھی، تشکیلی دور میں موضوعات میں تغیر ملا، سیاست و معاشرتی زندگی کے ساتھ عالمی سطح پر ہونے والی تبدیلیوں کو اپنانے کی کوشش کی گئی، ان میں اشتراکی نظریات کو بہت اہمیت حاصل تھی۔روس میں ابھرنے والی یہ تحریک سماجی زندگی کے ساتھ ادب میں بھی نئے موضوعات لے کر آئی، اور اس کا تعلق تخیل کی بجائے حقائق سے پیدا کرنے کی کوشش کی۔ان کا موضوع عام انفرادی زندگی، اصلاح، یا فرد کا داخل نہ تھا، بلکہ انہوں نے سماج کی بنیادی اکائی کو پکارا۔ان کے مسائل کو ادب کا حصہ بنایا۔ایسے موضوعات کو اپنانے پر زور دیا جن کا تعلق معاشرے کی جڑوں سے ہو، کسی ایک مسئلہ کو ایسے انداز میں خطاب کیا جو اس عہد کی اجتماعی صورت کو سامنے لا سکے۔ان نظریات کے تحت پروان چڑھنے والا ادب نفسیاتی طور پر فرد کے داخل سے خارج کے انتشار کو اہمیت دیتا ہے اس لئے کہ باہر کی زندگی اندرون کو متائثر کرتی ہے۔

ہندوستان میں اس تحریک کا اولین نعرہ انگارے جیسے افسانوی مجموعے میں ملتا ہے جس میں سجاد ظہیر، رشید جہاں، احمد علی، جیسے افسانہ نگاروں نے سماجی روایات سے انحراف کرتے ہوئے دبے لہجے میں انسانی نفسیات کی اجتماعی آواز کو سننے کی کوشش کی ہے۔انگارے بعد میں ترقی پسند تحریک کا نعرہ بنا۔اس تحریک نے افسانوی فن کو موضوعات میں جدت دی ،ان کے ہاں فرد کی نفسیات، اس کا سماجی پہلو، اخلاقی پہلو اور معاشی پہلو اہم تھا۔ان کے خیال میں کسی بھی معاشرے کی سوچ اور عمل کو معاش بدل سکتا ہے اس دور کے انسان کا المیہ معاش ہے اور اس میں عدم مساوات کی وجہ سے وہ ان واقعات کا حصہ بنتا ہے جو سماجی و معاشرتی زندگی میں قبیح تصور ہوتی ہو۔

''عوام کی خواہشوں اور امیدوں کو صرف سامراج نہیں لوٹتا،

بلکہ ہندوستانی سرمایہ دار، جاگیر دار، اور جواڑے بھی لوٹتے ہیں)''۱

ترقی پسند تحریک سے وابستہ مصنفین نے دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کو موضوع بنایا۔ حقیقت نگاری کو اپنایا۔ رجعت پسندی کی جگہ نئے خیالات کو تخلیق کیا۔ ان کے نزدیک جس ادب نے برسوں قصیدے پڑھے، مدح سرائی میں اجتماع کو مصروف رکھا۔ اعلیٰ طبقہ کو خوش رکھا، جو پسماندہ طبقہ کے مسائل سے ناواقف تھا، اب موجودہ دور کے انسان کو اس کی ضرورت نہیں۔

ترقی پسند تحریک کی بنیاد اشتراکی نظریات پر تھی۔ معاشی نظام کی ابتری میں یہ خیالات پروان چڑھے۔ انہوں نے زندگی کی گہما گہمی میں پسماندہ طبقہ کے لئے آواز بلند کی۔ اس تحریک سے وابستہ اہم افسانہ نگاروں میں معاشی پہلو کے حوالے سے پریم چند، کرشن چندر، اور حیات اللہ انصاری شامل تھے۔ انہوں نے فرد کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں مسائل کا اصل مرکز معاش کو قرار دیا۔ ہجرت، فسادات، جیسے مسائل ان کے ہاں اقتصاد سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے زندگی کے اَگنت پہلوؤں کا احاطہ کیا، اور فرد کے لئے اقتصادی زوال کو سماجی، اخلاقی، و نفسیاتی زوال قرار دیا۔

پریم چند کے افسانوں میں دیہاتی زندگی کا کمزور طبقہ مرکز ہے۔ وہ ان کی بدحالی، کسمپرسی، زبوں حالی کو موضوع بناتے ہیں۔ ان کے موضوعات کا خمیر کہیں نہ کہیں معاشی زوال سے ابھرتا ہے۔ افسانہ ''آخری تحفہ'' میں امرناتھ اور دیوی جی کا کردار یہ ثابت کرتا ہے کہ انسان اپنی شخصیت کو معاشی مسائل کی وجہ سے بدل دیتا ہے امرناتھ کا مالتی جیسے انسان کا ساتھ چھوڑ جانا عام انسانی زندگی میں رشتوں کی بے توقیری کو پیش کرتا ہے۔

زیور کا ڈبا ''کا'' پرکاش'' جو دیانت و امانت کو لازم سمجھتا ہے تاہم جب معاشی مسائل سامنے آتے ہیں تو وہ اپنی بیوی چمپا کو خوش کرنے کے لئے چوری کرتا ہے۔ پرکاش جس نے ساری زندگی سچ کا پرچار کیا، معاشی زوال کی وجہ سے اخلاقی زوال کا شکار ہو جاتا ہے وہ نفسیاتی طور پر اعصابی تناؤ کا شکار بن جاتا ہے جہاں وہ ایسے اعمال کو بھی درست سمجھنے لگتا ہے جس کو سماج میں اور خود اس کی تربیت میں برا کہا گیا ہے جب وہ ٹھاکر کے گھر سے چوری کرتا ہے تو مصنف اس لمحے انسانی زندگی میں معاشی ابتری کو اخلاقی زوال سے جوڑتا ہے جہاں پر پرکاش شرمندہ نہیں ہوتا، جب اس کی بیوی چمپا پرکاش کو ملامت کرتی ہے تو وہ شرمندہ ہو جاتا ہے۔ پریم چند نے افسانے میں پروژوا خاندانوں کا ایک تصور دیا ہے جہاں پر وہ شادیوں پر خرچ اس لئے کرتے ہیں تاکہ پرولتاریہ کو بتا سکے کہ وہ سماج میں کس مقام پر ہے۔ یوں دیکھا جائے تو پریم چند کے ہاں معاشی زوال نمود کے معنوں میں ہے جہاں عام فرد کی شناخت اقتصادی زوال کی وجہ سے گم ہے۔

ان کا افسانہ ''کفن'' معاشی زوال سے جنم لینے والی اخلاقی ابتری کو بہترین انداز میں سامنے لاتا ہے۔ ترقی پسند افسانے نے معاشرتی منظر نامے میں تہذیبی زوال کی اصل وجہ غربت اور بے بسی قرار دی ہے۔ بدھیا کا کردار محض افسانے کا نہیں بلکہ ہندوستانی تاریخی زندگی کا نمائندہ ہے۔ اس کی بے بسی، گھیسو اور مادھو کی بھوک، اور بدھیا کی موت پر ان کا ناچنا، انسانی بے حسی کی علامتیں ہیں، انسانی سماج میں غربت سے زوال پزیر انسانی قدریں اجتماعی زندگی میں عدم توازن کو پیش کرتی ہیں۔

''یہ بجھا ہوا الاؤ، گویا وہ پورا سماجی نظام ہے جس کے اندر اب کوئی نئی چنگاری

کوئی نوائے سینہ تاب باقی نہیں جو اپنے امکانات ختم کر چکا ہے اور اب شخصیتوں کا کچلنے والا بوجھ چکا ہے ''۲

بدھیا اور جاڑے کی طویل رات، نہ ختم ہونے والا طبقاتی نظام ہے جس میں غریب آدمی کی زندگی ٹھٹھرتے گزرتی ہے۔ اس کا اعصاب شکن درد سے ہار کر موت کو گلے لگانا تہذیبی آدرشی کی وہ تعبیریں ہیں جن سے مشرق کا آدمی آگاہ تو ہے شناسا نہیں۔ گھیسو اور مادھو کا کردار معاشی زوال سے پیدا ہونے والا اخلاقی زوال ہے۔

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

پریم چند کے افسانوں میں معاشی زوال فرد کو نفسیاتی طور پر سماج سے بیگانہ کر دیتا ہے۔افسانہ ''زادراہ'' کی سوشیلا بیوہ ہونے پر جن معاشی مسائل سے دوچار ہے ان کی وجہ سے وہ تنہائی کی زندگی گزارنے کو ترجیح دیتی ہے۔اس کا شوہر سیٹھ رام ناتھ جب مر جاتا ہے، تو برادری کے لوگ بھاری رسوم کی ادائیگی میں ان کے گھر کو بیچ دیتے ہیں، اور اس کے پاس جو نقدی ہوتی ہے وہ بھی ان رسومات میں لگ جاتی ہے سوشیلا تنگ دستی کی وجہ سے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیتی ہے۔افسانہ ''اکسیر'' کی بوٹی کا کردار بھی سوشیلا کی طرح بیوہ ہونے کے بعد کسمپرسی کی زندگی گزارتی ہے اور معاشی ابتری کی وجہ سے اپنے پرائے سب اس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔افسانہ ''دودھ کی قیمت'' میں بھنگی غربت افلاس کی وجہ سے اپنا دودھ کسی اور کے بچے کو دیتی ہیں اور اس کا اپنا بیٹا منگل بھوک سے بے حال رہتا ہے۔پریم چند کے نزدیک غربت اخلاقی ابتری کو جنم دیتا ہے جہاں پر لوگ بے حس بن جاتے ہیں اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے بنیادی انسانی حقوق کی پائمالی کرتے ہیں۔

''سریش کو اماں نے پالا ہے ٹامی۔۔۔۔ٹامی نے پھر دم ہلا دی، لوگ کہتے ہیں دودھ کا دام نہیں چکا سکتا

،ٹامی نے پھر دم ہلادی، اور مجھے دودھ کا یہ دام مل رہا ہے ''۳

پریم چند کے افسانوں میں خودکشی کا رجحان ملتا ہے وہ نفسیاتی طور پر فرد کے داخل میں پیدا ہونے والے اس انتشار کی وجہ مفلسی قرار دیتے ہیں۔افسانہ ''سکون قلب'' کی گوپا بیوہ ہونے کے بعد غربت کی زندگی گزارتی ہے وہ اپنی بیٹی کی شادی نامساعد حالات کے باوجود ہمت سے کرتی ہے تاہم اس کی بیٹی ان حالات کا مقابلہ نہیں کر پاتی اور خودکشی کر لیتی ہے اس کی ماں گوپا غم زدہ ہونے کے بجائے اطمینان کا سانس لیتی ہے افسانہ نگار کے خیال میں معاشی زوال فرد کے عدم اطمینان کے احساس کو شدید کر دیتا کے جس کی وجہ سے سماج میں خودکشی جیسے نفسیاتی مسائل جنم لیتے ہیں۔

افسانہ ''بدنصیب'' میں بھی مرکزی کردار موت کی وجہ انہی نفسیاتی وجوہات کی وجہ سے ہوتی ہے ترقی پسند افسانے میں معاشی نظام کو سماجی زندگی کے ارتقا میں اہم مقام حاصل ہے۔ان کے نزدیک معاشی ابتری ایک خاص قسم کے سماج کو جنم دیتی ہے، جس میں احساس محرومی اجتماع میں اور برتری اقلیت میں رہ جاتی ہے، یہ کمزوریاں افکار کو رجعت پرست بناتی ہیں اور استحصالی طبقہ کو مزید طاقت عطا کرتی ہے۔یہ اقتصادی نظام فرد میں تغیر نہیں لا سکتا اس کی فکر کو قید سے آزد نہیں کر سکتا۔یہی طریقہ فرد کے افکار کے ساتھ اس کی سماجی زندگی کو متاثر کرتا ہے وہ رسومات وتوہمات سے نہیں نکلتا، افسانہ ''قہر خدا'' ''روشنی'' ان سب میں پریم چند نے ان توہمات کی نیادی وجہ غربت قرار دی ہے۔ان کے افسانوں میں اقتصادی زوال کا یہ منظر نامہ ہندوستانی تاریخ کو پیش کرتا ہے جو صدیوں سے اسی طبقاتی نظام کا حصہ رہا ہے، اس نظام نے فرد کی اخلاقی ونفسیاتی زندگی میں اضطراب کو جنم دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانوں میں اجتماعی اقتصادی زندگی سماجی ماحول کو بدل دیتی ہیں۔

حیات اللہ انصاری کے افسانوں میں معاشی زوال کو بھوک سے وابستہ کیا گیا ہے وہ کہانی کا دائرہ ایسے انداز میں کھینچتے ہیں جس میں بھوک ہی اس کے احاطے کا تعین کرتی ہے۔ان کے چار افسانوی مجموعے انوکھی مصیبت، بھرے بازار میں، شکستہ کنگورے، اور ٹھکانہ شائع ہوئے۔پانچواں مجموعہ خلاص کے نام سے تھا جو شائع نہ ہو سکا۔ان کے افسانوں میں پریم چند کی نسبت معاشی زوال زیادہ شدت کے ساتھ ملتا ہے وہ اس المیہ کو اجتماعی لایعنیت سے تعبیر کرتے ہیں۔

''جب سیاسی غور و فکر شروع ہوا اس وقت سے لوگوں نے محسوس کیا کہ دولت کی منصفانہ تقسیم کا معاشرتی

زندگی سے گہرا تعلق ہے اور معاشرت کا نظام اسی صورت میں درست کیا جا سکتا ہے جب ساتھ ہی ساتھ معاشی اصلاح بھی ہو'' ۴

ان کے افسانوں میں انسانی واقعات اقتصادی کمزوریوں سے ابتر ہو جاتے ہیں اور معاشرتی المیے انسانی محرومیوں سے جنم لیتے ہیں۔معاشی تناظر طبقاتی کشمکش کو تقویت دیتا ہے۔ان کی کہانیاں انسانی ذہنی ارتقا کو دولت کی مساوی تقسیم سے وابستہ کرتیں ہیں۔افسانہ ''کمزور پودا'' میں کنیز کا کردار ہندوستانی باشندوں کی بورژوائی سوچ کو پیش کرتا ہے، جو کسی بھی پرولتاریہ سے تعلق رکھنے والی غریب لڑکی کا استحصال کر کے امن میں رہتے ہیں جبکہ غریب ظلم کے باوجود مظلوم نہیں بنتا اور نہ حق کا حقدار بن سکتا ہے۔

''کنیز کے لیے سب مصیبت تھی ماں طعن تشنیع کرتی، باپ سیدھے منہ بات نہ کرتا'' ۵

زمیندار کا بیٹا کنیز کی عزت لوٹ کر شہر چلا جاتا ہے اور کنیز کا باپ اس غم میں ہوتا ہے کہ عصمت دری تو ایک جانب اب زمیندار کے گھر میں میری بیٹی کام نہیں کرت گی، یوں ان کا ذریعہ معاش کیسے چلے گا۔

"ایسی باتیں غریبوں کے گھر ہو ہی جاتی ہے" ۶

افسانہ "ڈھائی سیر آٹا" میں حولا کا کردار ایسی بیوی کا ہے جو معاشی ابتری میں سماجی بیگانگی کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لیتی ہے جب اس کا شوہر گلی میں پھینکا جانے والا آٹا لاتا ہے تو اس کی آنکھوں کی چمک سے ایسا محسوس ہوتا جیسے نئی زندگی ملی ہو، افسانہ نگار اقتصادی درجہ بندیوں پر طنز کرتا ہے افسانہ "بھرے بازار" میں سماجی زندگی کے دوغلے پن کو نمایاں کیا گیا ہے۔ ان کے خیال میں انسانوں کو گناہ کی جانب لانا آسان ہو گیا ہے البتہ ان کو بنیادی حقوق دینا ناممکن بن گیا ہے اس کے لئے انہوں نے رکھی کے کردار کو علامت بنایا ہے وہ ناجائز بچے کو جنم دے کر ناخوش ہے اور بھوک کی وجہ سے اسے مار دیتی ہے البتہ نظام پر تھوکر ناچاہتی ہے اور ایک مقام پر وہ نہانے کے لئے اپنے سے زیادہ طاقتور خاتون سے الجھ جاتی ہے جو افسانے میں عام فرد کی احساس محرومیوں کو پیش کرتا ہے، جس سے اس کے جذبات آگ کی صورت بھڑکنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

"حیات اللہ انصارے نے باریک بینی اور مشاہدے کی تیزی سے کام لے کر آخری کوشش

اور ڈھائی سیر آٹا دونوں افسانوں میں محروم انسانوں کی جذبات نگاری سچے انداز میں پیش کی ہے" ۷

افسانہ "آخری کوشش" میں بھوک کو علامت بنا کر انہوں نے ہندوستانی تہذیبی زندگی کی تاریخ بیان کی ہے۔ فقیرا اور گھسیٹے کی ماں بھوک کے عالم میں مم کرتی ہے جبکہ دونوں بیٹے اسے بھیک منگواتے ہیں اور آخر میں دونوں آمدن کے اس ذریعہ کے حصول پر لڑتے ہوئے ایک دوسرے کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ماں کا مرنا اخلاقی اقدار کی موت ہے جو غربت میں مبتلا سماج کا حصہ ہے۔ افسانہ نگار کے خیال میں انسانی اقدار کو ترفع اسی صورت حاصل ہو گا جب دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جائے گا۔

"بڑھیا اس بلی کی طرح جس کا بچہ مر گیا ہو عو عو کر کے حلق پھاڑ پھاڑ کر رونے لگی

، مگر دونوں کی گالیوں اور غپاڑے کے نیچے اس کی آواز دب گئی" ۸

کہانی میں انسانی آواز کا دب جانا، اقدار کے زوال کی نشاندہی ہے اجتماعی زندگی میں اظہار کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اعلی سماج اجتماعی زندگی کے معیار سے وابستہ ہے، جو اقتصادی بدحالی سے ختم ہو جاتا ہے۔ افسانہ بارہ برس کے بعد" کی ماہ پارہ شوہر سے طلاق لینے کے بعد مظلومی کی زندگی بسر کرتی ہے۔ اس کا کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں، اور جب سسر کے پاس جاتی ہے تو وہ ان کو گھر سے نکال دیتے ہیں۔ مصنف کے خیال میں انسانی رویوں کا استحصالی اخلاق

زبوں حالی کا موجب بنتا ہے۔

کرشن چندر کے افسانوں میں معاشی ابتری اخلاقی و سماجی قدروں کو بدلتی ہیں، اس نظام کا جبر فرد کو مسائل میں گھیر لیتا ہے۔ انہوں نے افسانوں میں غریب اور محنت کش طبقہ کے مسائل کو اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ ان کی کہانیوں میں بھوک سے نڈھال انسانوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں جو اپنی اقدار بھول چکے ہیں ان کے سامنے بنیادی مسئلہ پیٹ کا ہے جس کی آگ بجھانے کو وہ زندگی کے کراہت آمیز حقائق کو بھی اپناتے ہیں وہ عدم شناخت کا شکار ہے ان کے پاس اپنی پہچان کا کوئی وسیلہ نہیں وہ طبقاتی نظام میں اس قدر زوال پزیر ہے کہ طلوع کی جانب سب دروازے بند ہیں۔ ان کا افسانہ "بھوت" اس کی واضح مثال ہے جس میں شہر کے ایک جانب جنگ عظیم ختم ہونے کے بعد امن کے لئے جشن کی تیاری کی جا رہی ہے اور دوسری جانب انسان بھوک سے مر رہے ہیں، یعنی اسلحے کی جنگ کا خاتمہ تو جاتا ہے البتہ اقتصادی نظام میں مساوات کا ہونا ناممکن ہے۔

اس کا لڑکا اس کی گود میں دم توڑ رہا تھا اور وہ رو رہی تھی اور پولیس اسے گالیاں دے رہا تھا"

اوراس کا خاوند تاڑی کے نشے میں دھت اس کے طرف دیکھ دیکھ کر ہنس رہا تھا،

وہ ننگا تھا اس کی بیوی ننگی تھی، اور ان کے آنسو ننگے تھے اور ان کی ہنسی ننگی تھی'' ۹

کرشن چندر کے خیال میں موجود انسان کا مسئلہ معاش کے علاوہ کچھ نہیں زندگی کی تمام اقدار اسی ایک مسئلہ کے حل میں پوشیدہ ہے انسانوں کو جنگ امن فتح شکست سے کچھ نہیں لینا ان کی بقا اقتصادی نظام کی استواری ہے ایک ایسے سماج کا قیام ہے جس میں تمام انسانوں کے معاشی مسائل حل ہو

''فتح کیسے کہتے ہیں فاشزم اور ڈیمو کریسی اور جنگ اور امن میں کیا تفریق ہے

اسے کچھ بھی معلوم نہ تھا ایک وہ اپنے مردہ بچے کو لے کر کھڑی ہو گئی'' ۱۰

افسانہ ''چاول چور'' ترلوچن کی ماں کا کردار اس عہد کے فرد کی عکاسی کرتا ہے جو ایک آزاد اقتصادی نظام اور مقید نظام معاش سے باخبر تو ہے البتہ اس کے پاس سوائے رشک کرنے کے کوئی چارہ نہیں، افسانہ ''اندھیرے کا ساتھی'' میں پھول وتی معاشی زوال کی وجہ سے اخلاقی زوال کا شکار بنتی ہے اس کا شوہر اس کو باپ کے گھر میں کسی نہ کسی بہانے سے بھیجتا ہے تاکہ وہ رقم لے آسکے اور نہ ماننے پر اس کو مارتا ہے۔

کرشن چندر کا افسانہ مہالکشمی کا پل'' معاشی نظام کی عکاسی صرف عصری حالات کو ہی پیش نہیں کرتا، بلکہ صدیوں سے چلتے ہندوستانی نظام کی عکاسی پیش کرتا ہے جس میں مختلف قسم کی ساڑھیاں انسانی رویوں کے ساتھ حالات کا مکمل منظر نامہ پیش کرتی ہیں۔ افسانے میں مختلف رنگوں کی ساڑھیاں سماج میں غربت و افلاس کے رنگ ہیں جو کہیں بوسیدہ خوابوں کو شکست سے دوچار کرتا ہے اور کہیں شوخ و چنچل رنگوں کی آڑ میں انسانی امنگوں کے المیوں کو پیش کرتا ہے۔ یہ رنگ علامت ہے، انسانی خوابوں کی المیاتی تعبیروں کے، جن میں شانتا بھائی، چیونا بھائی، منجولا، ساوتری، اور مائی بھنگن ہندوستانی تہذیبی زندگی کے طبقاتی ادوار کو سامنے لاتا ہے۔

''شانتا بھائی کی زندگی بھی اس ساڑھی کے رنگ کی طرح بھوری ہے

شانتا بھائی برتن مانجنے کا کام کرتی ہے اس کے تین بچے ہیں'' ۱۱

کرشن چندر کے افسانوں میں ترقی پسند افسانے کی سوچ اجتماعی زندگی کے مسائل میں شامل ہیں جس سے سماج کا کریہہ چہرہ بے نقاب ہوتا ہے۔ وہ معاشی زندگی کے جبر سے انسانی احساسات کی بے بسی کو پیش کرتے ہیں۔ ان کو اپنے عہد کے مسائل کا گہرا مشاہدہ تھا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان مسائل کو جڑ سے کریدنے کی کوشش کی۔

پریم چند، حیات اللہ انصاری اور کرشن چندر کے افسانوں میں اقتصادی حوالہ نچلے طبقہ کے بحرانوں سے جنم لیتا ہے، انہوں نے معاشی مسائل کو انسانی زندگی میں دیکھا۔ ان کو حقائق کے ساتھ پیش کیا۔ ترقی پسند افسانے کے متعلق معاشی حوالہ محض حوالہ نہیں بلکہ انہوں نے اس تناظر میں اجتماعی مسائل کے المیوں کو سامنے لاتا ہے۔ ان کی کہانیاں غربت و مفلسی کے زیر اثر پروان چڑھنے والی طبقے کے مسائل اور ان کے نفسیاتی تغیرات ہیں۔ سماج میں بہتری کی جانب اشارہ ہے۔ یہ معاشی مسائل سماج میں نفسیاتی طور پر اعصابی دباو کی وجہ بنتے ہیں جو ایک فرد کی داخلی زندگی میں اضطراب و ہیجان کی وجہ بنتا ہے، یہ معاشی مسئلہ محض اجتماع کا نہیں بلکہ فرد کی انفرادی سوچ کو بھی مفلوج کر دیتے ہیں۔ کرشن چندر کے افسانوں میں جہاں غربت ہے وہاں پر سماج میں اقدار زوال پزیر ہے۔ حیات اللہ انصاری کے افسانوں میں بھوک فرد میں سماجی بیگانگی کو جنم دیتی ہے جس سے سماج میں فرد منفی افکار کی جانب جاتے ہیں معاشی مسئلہ ترقی پسند افسانے میں مقصدیت سے بڑھ کر سماجی زندگی کے المیوں کو سامنے لاتے ہیں

حوالہ جات:

۱ : اردو میں ترقی پسند تحریک، خلیل الرحمن اعظمی، ایجوکیشنل بک ہاوس ۱۹۸۴ص ۹۳

۲:بحوالہ اردو کے ۲۵افسانے،ایک تنقیدی مطالعہ، مرتب ڈاکٹر اورنگزیب عالمگیر، شعبہ اردو اورئینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی لاہور س م ن، ص ۱۵۷

۳:پریم چند، دودھ کی قیمت، عفت بک ڈپو دہلی، ۱۹۳۹، ص ۱۶

۴: محمد مجیب تاریخ فلسفہ، نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا، ۱۹۷۳، ص ۲۸۸

۵:ڈاکٹر عشرت ناہید، حیات اللہ انصاری کی کہانی، کائنات، کمزور پودا، ایجوکیشنل پبلی شنگ ہاود دہلی ۲۰۱۷ ص ۷۴

۶؛ایضاص،78

۷ڈاکٹر شکیل احمد اردو افسانے میں سماجی مسائل کی عکاسی آفسیٹ پریس گورکھپور ۱۹۸۴، ص ۳۹۸

۸:ڈاکٹر عشرت ناہید، حیات اللہ انصاری کی کہانی، کائنات، کمزور پودا، ایجوکیشنل پبلی شنگ ہاود دہلی ۲۰۱۷ ص ۱۴۵

۹:کرشن چندر، افسانہ بھوک، مشمولہ تین غنڈے، انڈین بک کمپنی لمیٹڈ دہلی ۱۹۵۷ ص ۱۱۶

۱۰:ایضا

۱۱:کرشن چندر، مہالکشمی کا پل، مشمولہ مسکرانے والیاں، مکتبہ اردو لاہور، ص، 35

:۱۰